شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

زیرِ سرپرستی: حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ
مسند نشین سلسلہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

اگست 2011ء / رمضان المبارک 1432ھ • جلد نمبر 3، شمارہ نمبر 8 • قیمت فی شمارہ: مبلغ 15 روپے • سالانہ ممبر شپ: مبلغ 180 روپے • تین سالہ ممبر شپ: مبلغ 400 روپے

مجلس ادارت

صدرِ مجلس: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
مدیرِ اعلیٰ: مفتی عبد الخالق آزاد
مدیر: محمد عباس شاد

حضرت اقدس مولانا
ارشادِ گرامی شاہ عبد القادر رائے پوری قدس سرہ
مسند نشین ثانی خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو جب تکوینی طور پر دنیا میں جو رنگ معاشرے کا جاری کرنا منظور ہوتا ہے، اس کے لیے موزوں امام اور اس کے اردگرد اس کے مناسب حال معاونین کو جمع کر دیتے ہیں۔ وہ لوگ الہامِ ربانی کے تحت اس کے اجراءِ کار (عمل در آمد) کے لیے ماحول استوار کرتے ہیں؛ شدائد کی پرواہ نہیں کرتے۔ میں یہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی تصانیف سے بیان کر رہا ہوں۔

نیز امام غزالیؒ نے بھی لکھا ہے کہ: ''ایسے امام اور طبیعتیں کچھ تجربات کی بنا پر ہی نہیں، بلکہ کسی اندرونی تحریک سے متأثر ہو کر پورے زور سے ادھر چلتے ہیں اور ماحول کو موافق بنا کر چھوڑتے ہیں۔'' اگر یہ نہ ہو تو دنیا میں ترقی کی راہ ہی رُک جائے۔ یہ ضروری نہیں کہ ان لوگوں کا راستہ حق محض ہو، غلط بھی ہو سکتا ہے، مگر یہ دنیا سب ''اسمائے باری تعالیٰ'' کا ظہور ہے تو اس کا (ایک) اسم ''خالق'' بھی ہے۔ اور مذہبی ماحول پیدا کرنا ہو تو اس کے امام یعنی مجدد اور معاونین کا ظہور اسم ''ھادی'' سے ہوتا ہے۔ اور علوم وفنون میں، مثلاً طب یا صنعت وحرفت میں (ترقی اسم) ''خالق'' سے (ہوتی ہے)۔''

(مجلس 28 / محرم الحرام 1366ھ / 23 / دسمبر 1946ء، مقام: ڈھڈیاں، سرگودھا)
(ارشادات حضرت شاہ عبد القادر رائے پوریؒ، ص: 153-152۔ طبع: مکتبہ رشیدیہ، لاہور)

ترتیب عنوانات

درسِ قرآن: طاقت وقوت کی ضرورت واہمیت 2
درسِ حدیث: **دنیا میں کامیاب انسان** 2
اداریہ: 64 سال بعد بھی سیاسی اور اقتصادی بحران 3
خطبہ جمعہ: **رمضان المبارک** میں تربیت اور تزکیے کے تقاضے 4
رفتارِ کار: **روحانی تربیتی اجتماع** رمضان المبارک 6
نقشہ اوقات: سحر و افطار رمضان المبارک 1432ھ 8

مجلس مشاورت

حضرت مولانا مفتی عبد المتین نعمانی (بورے والا)
حضرت مولانا مفتی عبد القدیر (چشتیاں)
حضرت مولانا مفتی عبد الغنی قاسمی (لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن (نوشہرہ)
حضرت مولانا صاحبزادہ عبد القادر دین پوری (بہاولنگر)
حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد (ڈیرہ اسماعیل خان)
محترم سید مطلوب علی زیدی (لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد اشرف عاطف (سعودی عرب)
محترم ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی (سکھر)
محترم حاجی محمد بلال بلوچ (قاضی احمد)
محترم ڈاکٹر عبد الرحمٰن راؤ (سرگودھا)
محترم انجینئر آفتاب احمد عباسی (کراچی)
محترم سید خالد ریاض بخاری (واہ کینٹ)
حضرت مولانا عبد اللہ عابد سندھی (شکارپور)
حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر تاج افسر (اسلام آباد)
حضرت مولانا محمد ناصر عبد العزیز (جھنگ)
حضرت مولانا قاضی محمد یوسف (حسن ابدال)
محترم قاری محمد ایاز جدون (مانسہرہ)

شعبہ مطبوعات
ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ ٹرسٹ رجسٹرڈ

مین کیمپس لاہور
رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
092-42-36307714 , 36369089 www.rahimia.org

کراچی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس 9/A، سینٹر پوائنٹ سوسائٹی، بلاک نمبر 21
راشد منہاس روڈ، فیڈرل بی ایریا، کراچی
0092-21-36321616 , 36320707

راولپنڈی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس، N.A-7، سیونتھ روڈ
سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی
0321-5181875,5181929

ملتان کیمپس
رحیمیہ ہاؤس 30/A، سٹریٹ نمبر 2، خان کالونی
چونگی نمبر 7، ایل ایم کیو روڈ، ملتان
0092-61-6212021

سکھر کیمپس
فلیٹ نمبر 111، 1st فلور، رائل اپارٹمنٹ
ریس کورس روڈ، سکھر
0092-71-5615185

سالانہ ممبر شپ کی رقم ''ناظم دفتر'' کے نام ارسال کریں، اپنا پتہ صاف اردو میں اور خوشخط لکھ کر بھیجیں۔ ◯ پرچہ ہر ماہ کی 3 اور 4 تاریخ کو ارسال کر دیا جاتا ہے۔
تین سال کی ممبر شپ کے لیے مبلغ 400 روپے ارسال کریں۔ ◯ **رحیمیہ** کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جا سکتا ہے۔
ممبر شپ کی رقومات کی ترسیل بنام ''رحیمیہ لاہور'' میزان بینک قرطبہ چوک برانچ لاہور اکاؤنٹ نمبر: 0219-0100328009 پر کریں!

درسِ قرآن

تشریح: حضرت مولانا خواجہ عبدالحیٔ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

طاقت وقوت کی ضرورت واہمیت

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ (60:8)

''اور جہاں تک ہو سکے ان (دشمنوں) کے مقابلے کے لیے قوت و طاقت تیار کرو۔ اور گھوڑوں کو تیار رکھنے کا ساز وسامان مہیا کیے رہو کہ ایسا کرنے سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں اور ان کے سوا دنیا میں آنے والے دوسرے دشمنوں پر اپنا رعب پیدا کرو۔''

دنیا کی سرکش طاقتوں اور شیطانی حکومتوں نے ہمیشہ صرف قوت کے آگے سر جھکایا ہے۔ اَخلاقیات کا وعظ، نوعِ انسانی کی ہمدردی اور علوم و معارف کی نشر و اشاعت ان لوگوں کے نزدیک دل فریب الفاظ ہیں، جو کبھی شرمندۂ معنی نہ ہوئے۔ امن وسلامتی نے جب کبھی پناہ لی ہے تو طاقت وقوت کے سائے میں۔ اور عہد کی پابندی بھی ہوئی ہے تو اسی وقت جب دیکھا کہ دشمن زیادہ طاقت ور ہے۔ ورنہ ان عہد ناموں کو کاغذ کے پُرزوں سے زیادہ وقعت نہ دی گئی۔ اور بعض لوگ تو طاقت کے غرور میں یہاں تک پکار اُٹھے کہ ''عہد نامے صرف توڑنے کی غرض سے کیے جاتے ہیں۔'' یہ تمام کرشمہ ہائے قوت و طاقت ہیں اور یہ کوئی نئی چیز نہیں۔ صدیوں پیش تر یہی آواز ہمارے کان میں آتی ہے۔

چوں کہ لوگ قوت و طاقت کے سوا اور کسی چیز کو نہیں مانتے، اس لیے فرمایا کہ مسلمان بھی طاقت کا جواب طاقت سے دینے کے لیے تیار رہیں، تاکہ نہ صرف موجودہ دشمن مرعوب ہوں، بلکہ وہ بھی ہیبت زدہ ہو جائیں، جو آئندہ تم سے برسرِ پیکار ہونے کا خیال رکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اسی آیت کے متعلق خطبہ دے رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا: (خبردار! قوت سے مراد دشمن پر تیراندازی کی یلغار کی صلاحیت ہے۔) (مسند امام احمد)
حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ قوت سے مراد تیراندازی، تلوار اور ہر قسم کے آلاتِ حرب ہیں۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ ہر وہ چیز، جس سے جہاد میں فائدہ اُٹھایا جا سکے، قوت کے معنی میں داخل ہے؛ خواہ وہ جدید ترین سامانِ حرب ہو، مضبوط سرحدیں اور قلعے ہوں، اور خواہ وہ ہوائی جہاز اور آب دوز کشتیاں ہوں۔ تیراندازی کا ذکر حدیث میں بار بار اس لیے آتا ہے کہ اس زمانے میں سب سے زیادہ یہی مفید و کارآمد چیز تھی۔ چناں چہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ تیراندازی کو گھوڑے کی سواری پر ترجیح دیتے تھے۔ جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے: ''دشمن پر تیروں کی بوچھاڑ کرو اور سواری بھی کرو اور سوار ہونے سے زیادہ بہتر تیراندازی کرنا ہے۔'' ایک حدیث میں آتا ہے: ''جس نے تیراندازی سیکھی اور پھر اُسے چھوڑ دیا، وہ ہمارے میں سے نہیں ہے۔'' سنن نسائی میں ہے: ''جس نے اللہ کے راستے میں دشمن کے خلاف تیراندازی کی، وہ حریت پسند اور عدل وانصاف قائم کرنے والا ہے۔'' ابوداؤد نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ: ''ایک تیر چلانے سے تین شخص جنت میں داخل ہوں گے: ۱ تیر بنانے والا، رضی اللہ عنہما ۲ چلانے والا اور رضی اللہ عنہما ۳ ترکش سے تیر نکال نکال کر دینے والا۔'' ایک حدیث میں ہے کہ: ''جو شخص جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرے گا، اس کو پورا بدلہ ملے گا۔'' ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ قلیل ترین مدت میں عرب تمام دنیا پر اس لیے چھا گئے کہ انھوں نے دشمن کے مقابلے پر پوری تیاری کی تھی۔

درسِ حدیث

تشریح: حضرت مولانا خواجہ عبدالحیٔ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

دنیا میں کامیاب انسان

عن عبید اللّٰہ بن محصنؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ و سلّم: ''من أصبح منکم آمِنًا فی سربہٖ، معافیً فی جسدہٖ، عندہٗ قُوْتُ یومہٖ، فکأنّما حِیْزت لہ الدّنیا بحذافیرھا.'' (مشکٰوۃ شریف، کتاب الرقاق، الفصل الثانی)

''حضرت عبیداللہ بن محصنؓ سے راویت ہے۔ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنے آپ کو دیکھے کہ صبح اٹھ کر اس کا دل پریشانیوں سے خالی ہے، اور وہ اپنے لوگوں میں محفوظ ہے، اس کا بدن ہر طرح صحیح وسالم ہے اور اس کے پاس اس دن کی ساری ضروریات موجود ہیں، تو سمجھ لے کہ اس کو ساری دنیا مل گئی۔''

اس حدیث میں ایک بڑی کام کی بات بتائی گئی ہے۔ دنیا میں اصلی ضروریات کا پتا چلا لینا اور ان کے حاصل ہونے کے بعد زیادہ کی حرص نہ کرنا بہت سی اُلجھنوں اور پریشانیوں سے چھڑا دیتا ہے۔ آج کل ساری مصیبتیں اس لیے پڑ رہی ہیں کہ بہت سی بے کار اور غیر ضروری، بلکہ مضر چیزوں کو ضروریاتِ زندگی میں داخل کر لیا گیا ہے۔ اور پھر ان کے حاصل کرنے میں ہر شخص سرگرداں ہے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جن چیزوں کی ہر شخص کو ضرورت ہے، وہ حسبِ ذیل ہیں:

رضی اللہ عنہ 1 مددگاروں کی جماعت، کنبہ، قبیلہ، جن کے باہمی تعاون سے اِسے تقویت حاصل رہے اور بہت سی آفتوں اور بلاؤں سے حفاظت اور نجات حاصل ہو۔ رضی اللہ عنہ 2 بدن کی صحت اور تندرستی رضی اللہ عنہ 3 کھانے پینے کے لیے روزانہ کا سامان آدمی کے پاس موجود ہونا۔

ظاہر مطلب تو یہ ہے کہ آدمی صبح کو اٹھے اور اپنے آدمیوں کے اندر اپنے آپ کو محفوظ پائے، اِسے کسی کے ظلم اور دست درازی کا خطرہ نہ ہو، بدن صحیح وتندرست ہو اور دن بھر کے لیے کھانے پینے کی چیزیں اور ضروریاتِ زندگی اس کے پاس موجود ہوں تو اِسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور سمجھنا چاہیے کہ گویا ساری دنیا اس کے پاس موجود ہے۔ اس سے زیادہ کی ہوس نہ کرے۔ لیکن ہمیں اسی حدیث سے یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ ہمارے معاشرے کا انتظام کس ڈھنگ پر ہونا چاہیے، تاکہ ہر شخص کو یہ تینوں باتیں حاصل ہوں:

رضی اللہ عنہما 1 ہر شخص دوسرے کا مددگار، ہمدرد اور رفیق ہو۔ کوئی کسی کو نقصان نہ پہنچائے اور نہ اس کو کسی طرح پریشان کرے۔ جو آدمی اس طرح کے انسانیت دوست لوگوں میں ہوگا تو وہ اپنے آپ کو بے خوف اور محفوظ سمجھے گا اور ہر صبح جب سو کر اُٹھے گا، اس کو اپنی جان و مال محفوظ اور خطرے سے پاک نظر آئیں گے۔

رضی اللہ عنہما 2 ہر شخص کی صحت قائم رکھنے کا انتظام معاشرے کے ذمے ہو اور مریض، لاچار اور مجبور آدمیوں میں سے ہر ایک کو ضروری مدد پہنچانے کا انتظام ہو۔

رضی اللہ عنہما 3 کسی کو مال وزر جمع کرنے کی فکر نہ ہو، اِسے اطمینان ہو کہ مجھے روزانہ طعام اور راشن وغیرہ دیگر ضروریات بہرصورت پہنچ کر رہیں گی۔

جب تک ان باتوں کا انتظام سب مل جل کر نہ کریں گے، افراد کو سوا پریشانی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جب تک ایسا معاشرہ قائم نہ ہو جائے کہ جس میں ہر شخص کو اطمینان اور ضروریاتِ زندگی کی طرف سے بے فکری ہو، کسی ایک گروہ یا فرقے کو، یا آدمی کو اپنے پاس مال و دولت، سامانِ عشرت جمع کرنے کا حق نہیں ہے۔ کیوں کہ اس سے معاشرے کا توازن قائم نہیں رہتا۔ جس کا لازمی نتیجہ پریشانی ہے۔

rahimia.org

اداریہ

64 سال بعد بھی سیاسی و اقتصادی بحران!؟

وطن عزیز کی آزادی کو 64 سال ہوگئے ہیں۔ اور آج بھی ہمارے ملک میں سیاسی اور اقتصادی بحران عروج پر ہے۔ حالت یہ ہے کہ معاشی سرگرمیاں ماند پڑ چکی ہیں۔ کاروبار ٹھپ ہوکر رہ گئے ہیں۔ ہر آدمی معاشی حوالے سے بے چینی میں مبتلا ہے۔ اشیا کی قیمتیں عام آدمی کی دسترس سے دور ہوتی جارہی ہیں۔ محنت کش اور مزدور طبقات انتہائی پریشان ہیں۔ انھیں تمام تر تگ ودو اور محنت کے بعد بھی اطمینان کی روزی نصیب نہیں ہے۔ کسان اپنی جگہ بدحال ہے۔ زرعی ادویات اور سپرے کھاد وغیرہ کے بڑھتے ہوئے اخراجات نے عام کاشت کار کو پریشان کر کے رکھ دیا ہے۔ اور کھیت مزدور تو دو وقت کی روٹی سے بھی محروم ہوتا جارہا ہے۔ البتہ جھوٹ، دھوکہ دہی، ملاوٹ، بدامنی اور اقتصادی لوٹ کھسوٹ کو فروغ حاصل ہے۔ مقتدر طبقات اور نام نہاد سیاست دان دن بدن مال دار ہوتے جارہے ہیں۔ سرمایہ دار، جاگیردار، قبائلی سردار اور بڑے بڑے بیوروکریٹس کے بینک بیلنس اور اثاثہ جات فروغ پذیر ہیں۔ ایسے حالات میں عام آدمی مایوسی کی حالت میں ہے۔ صحیح کاروبار کرنے والے خوف میں مبتلا ہیں اور محنت کرنے والے کاشت کار عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ جس سے پورے ملک میں سیاسی اور اقتصادی بحران کی حالت ہے۔ اور ہر گزرتے دن کے ساتھ یہ بحران پیچیدہ تر ہوتا جارہا ہے۔

ایک طرف ملک میں سیاسی اور اقتصادی حوالے سے بحران کی کیفیت ہے، دوسری طرف حکمران طبقات کسی بھی قسم کے احساسِ ذمہ داری سے عاری ہیں۔ قومی اور صوبائی سطح کی حکومتوں کے کرتا دھرتا، قبائلی سطح کی باہمی چپقلش اور پُرانی لڑائیوں میں مصروف ہیں۔ ان کی ذہنی سطح صحیح سیاسی اور اقتصادی وژن سے کہیں کم تر اور انتہائی پست صورت اختیار کیے ہوئے ہے۔ انھیں بڑھتے ہوئے اقتصادی بحران کی سنگینی کا قطعاً کوئی احساس نہیں ہے۔ وہ اپنے اقتدار کو بچانے اور مالی مفادات اٹھانے میں لگے ہیں۔ حکومتی اداروں پر براجمان لوگ کرپشن میں بُری طرح لتھڑے ہوئے ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ جاگیردارانہ ذہنیت اور فرسودہ تصورات سے اوپر اٹھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ وہ جدید دور کے تقاضوں کو سمجھنے سے عاری ہیں۔ قوموں کی اقتصادی ضروریات کی تکمیل کے لیے ایک منصفانہ اقتصادی نظام کی تشکیل سے غافل ہیں۔ انسانی حوالے سے لوگوں کی معاشی مشکلات کو دور کرنے کی صلاحیت و استعداد سے کوسوں دور ہیں۔ مسائل کی گھمبیر صورتِ حال سے نکلنے کا وژن نہیں رکھتے۔ ان کے سامنے ملکی حالات سدھارنے کا کوئی مشن نہیں ہے۔ وہ صرف ذاتی انانیت، فرسودہ خیالات، رجعت پسندانہ تصورات کے اسیر ہیں۔ اور مذہب کو سامراجی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے عادی ہیں۔ بدلتے پیداواری رشتوں کے تناظر میں وجود میں آنے والے نئے اقتصادی پہلوؤں پر غور وفکر کی انھیں فرصت نہیں ہے۔ یوں مقتدر طبقات کی غفلت، بے شعوری، مفاد پرستی، ذاتی لالچ، خودغرضی اور طبقاتی جاہ پرستی کی وجہ سے چونسٹھ سال گزرنے کے باوجود سیاسی اور اقتصادی ومعاشی بحران مزید پیچیدہ اور متنوع اطراف میں پھیلتا جارہا ہے۔

ایسے میں باشعور طبقات کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ ان حالات کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ملک گیر بحران پر سنجیدگی کے ساتھ غور وفکر کریں؛ اس کے اسباب کا کھوج لگائیں۔ مسائل کا درست طور پر تجزیہ کریں اور ملک کو اس بحران سے نکالنے کے لیے ایسا طریقۂ کار اختیار کریں، جس کے ذریعے سے کوئی قوم گھمبیر سیاسی اور اقتصادی صورت حال سے نکل کر مکمل طور پر آزادی کی حامل قرار پاتی ہے اور ہر حوالے سے باوقار زندگی بسر کرتی ہے۔ شعور و آگہی کی بنیاد پر اختیار کردہ صحیح لائحۂ عمل ہی قوموں کی زندگی میں تبدیلی کا باعث ہوا کرتا ہے۔

سماجی حوالے سے شعوری مطالعہ اس حقیقت کی نشان دہی کرتا ہے کہ ہمارے گرد و پیش میں موجود سیاسی و اقتصادی بحران کا بڑا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہمارے نظریے اور فکر وعمل میں تضاد پایا جاتا ہے۔ ایک طرف ہماری خواہش ہے کہ ہم اکیسویں صدی میں جدید اقتصادی ترقیات اپنائیں اور سیاسی طور پر امن کی زندگی بسر کریں، دوسری طرف ہمارا عالم یہ ہے کہ ہم سیاسی، معاشی اور سماجی مسائل کے حوالے سے جاگیردارانہ ذہنیت اور قبائلی سماج کے تصورات سے اوپر اُٹھ کر سوچنے سمجھنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ایک طرف ہم مسلمان ہوتے ہوئے اسلام کا فکر و نظریہ رکھتے ہیں، دوسری طرف ہم اسلام سے متصادم دورِ غلامی کی یادگار سرمایہ دارانہ نظام قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ ایک طرف ہم اسلام کی سچی تعلیمات سے وابستگی کا اعلان کرتے ہیں اور اس حوالے سے بڑے نعرے لگاتے ہیں، دوسری طرف اسلامی کے نمائندے سابقہ زرعی دور کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی خودساختہ اسلامی تشریحات اس جدید صنعتی دور میں نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ اور نئے پیداواری رشتوں کی وجہ سے وجود میں آنے والے جدید دور کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے اسلام کی سماجی، سیاسی اور معاشی تعلیمات کی روشنی میں غور وفکر نہیں کرنا چاہتے۔ اور اسلام کے آفاقی اصولوں کو سامنے رکھ کر سیاسی اور اقتصادی مسائل حل کرنے کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کرتے۔ یہی نہیں، بلکہ اسلام کو سماجی مسائل حل کرنے کے بجائے بدامنی، خوف، دہشت گردی، قتل وغارت گری اور فرقہ واریت کے فروغ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

فکر وعمل کا یہ تضاد ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتا جارہا ہے۔ ملک کے قیام سے لے کر اب تک کے چونسٹھ سالوں کی تاریخ اسی حقیقت کی غمازی کرتی ہے۔ اس عرصے میں ہم نے بحیثیتِ مجموعی، دینی حوالے سے کوئی ایسی شعوری جدوجہد نہیں کی، جس کے پیش نظر یہ کہا جاسکے کہ ہم اپنے اس تضاد کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ آزادی کے دور میں غلامانہ ذہنیت کے حامل افکار و نظریات اور نوآبادیاتی دور کے فرسودہ سسٹم کو قبول کیے رکھنا، فکر وعمل کے اس تضاد کے ثبوت کی بڑی دلیل ہے۔ قومیں آزادی کے بعد غلامی کے دور کے فرسودہ نظام کو بدل کر اپنے قومی اور ملی تقاضوں کے مطابق سسٹم تشکیل دیتی ہیں۔ غلامی کے دور کی بوسیدہ روایات اور ظلم و جبر کے سسٹم کو اٹھا کر باہر پھینک دیتی ہیں۔ اور جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ایک ایسے آزاد، باوقار اور زندہ معاشرے کی تشکیل کرتی ہیں، جو قومی مسائل اور مشکلات کو حل کرنے کے لیے پوری صلاحیت اور استعداد کا حامل ہوتا ہے۔

کسی قوم کے لیے چونسٹھ سال کا عرصہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس دوران معاشرے کی تشکیل نو کے لیے بہت کچھ کیا جاسکتا تھا، لیکن بہت افسوس اور المیے کی بات ہے کہ ہم نے بحیثیتِ مجموعی اس کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی۔ ملک کے سمجھ دار اور باشعور لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ اس حوالے سے اپنی دھرتی کی اس پکار پر دھیان دیں۔ اور اپنی نوجوان نسل میں سماجی مسائل حل کرنے کے لیے شعور و آگہی پیدا کریں۔ اس لیے کہ فکر وعمل کا تضاد نہ صرف قوموں کی تباہی کا باعث ہوا کرتا ہے، بلکہ نوجوان نسل کی طاقت اور قوت کو بھی زنگ آلود بنا دیتا ہے۔ آج ہمیں فکر وعمل کے اس تضاد کو ختم کرنے اور قومی سطح کے مسائل کو حل کرنے کے لیے دینی حوالے سے شعوری جدوجہد کی ضرورت ہے۔ پوری ذمہ داری کے ساتھ ملک کے لیے درست لائحۂ عمل کی تشکیل پر توجہ مرکوز کرنا وقت کا تقاضا ہے۔

مدیرِ اعلیٰ

rahimia.org

خطبہ جمعۃ المبارک

رمضان المبارک میں تربیت اور تزکیے کے تقاضے

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب

(مؤرخہ 13 اگست 2010ء بمقام ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ، لاہور) ضبط وتحریر: خرم شہزاد

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسوله الکریم. أمّا بعد! قال اللّٰه تبارک و تعالیٰ:
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ **(2:185)**
صدق اللّٰه العظیم.

میرے عزیز دوستو! رمضان المبارک کا یہ برکت والا مہینہ مسلمانوں کی تعلیم وتربیت اور تزکیے کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے عبادات کا ایک نظام تشکیل دیا ہے۔ اس نظام کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مسلمان جماعت کو انسانی حقوق کے حوالے سے بتدریج ترقی کی منازل طے کرواتا ہے۔ جتنی بھی عبادات اللہ نے ہم پر فرض کی ہیں، اُن تمام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہمارے اَخلاق درست ہوں۔ رویے صحیح ہوں۔ ہمارے فکروعمل میں ترقی اور کام یابی ہو۔ بلندی پیدا ہو۔ جرأت و ہمت اور صلاحیت واستعداد مسلسل ترقی کرتی رہے۔ تمام عبادات سے مقصود یہی ہے کہ انسان میں اعلیٰ اخلاق پیدا ہونے چاہئیں۔

عبادات کے لیے اللہ نے جو اوقات وایام رکھے ہیں، وہ بھی مخصوص تاثیر کے حامل ہیں۔ جیسے دنیا میں فصلوں کی نشو ونما کے لیے موسموں کے اثرات ونتائج بہت زیادہ قوی ہوتے ہیں، ایسی ہی انسانی قلوب کے اندر تزکیہ اور تربیت کی نشو ونما اور ارتقا کے لیے بھی اوقات وایام کے بہت زیادہ اثرات ہوتے ہیں۔ خاص موسم میں ایک خاص فصل کاشت ہوتی ہے۔ اور اس کی ترقی اور نشو نما میں کردار ادا کرتی ہے۔ گندم، اپنے موسم میں کاشت کی جائے تو اس کی بڑھوتری اور نشو نما اچھی ہوگی۔ اور اگر موسم کے بغیر گندم کاشت کی جائے تو فصل صحیح نہیں ہوتی۔ ہر ایک فصل کا اپنے اپنے موسم میں صحیح نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طریقے سے انسانی روح کی ترقی وتربیت اور انسانی نفس کی کامیابی کے لیے اللہ نے خاص اوقات وایام اور موسم میں یہ عبادات کا نظام رکھا ہے۔ مثلاً اگر موسم حج ہے تو حج کی عبادت کے اثرات اور تاثیرات انسانی روح کے لیے بہت ہی نتیجہ خیز ہوتے ہیں۔ اور رمضان کا مہینہ روزے کا موسم ہے، انسانی دل و دماغ کے لیے اس کی اپنی ایک تاثیر ہے۔ اللہ نے جتنے بھی اوقات وایام رکھے ہیں، ان کی ایک مخصوص تاثیر ہے۔ وہ بہت زیادہ انسانی روح وقلب پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ انسانی نفس، جس ماحول میں رہتے ہوئے مسلسل ترقی کی منازل طے کرتا ہے، اس کے بہت سے پہلو ہیں۔ اچھے ماحول میں اچھی صلاحیت اور استعداد پیدا ہوتی ہے؛ کامیابی کی منازل طے کرتا ہے۔ رمضان کا مہینہ دراصل ہمارے نفس کے اندر مثبت تبدیلیوں کا مہینہ ہے۔

تبدیلیاں کن پہلوؤں سے ہونی چاہئیں؟ اس حوالے سے غور وفکر کی ضرورت ہے۔ انسانی سوسائٹی بحیثیت مجموعی ایک درست نظریے پر ترقی کرتی ہے۔ اب سماجی تشکیل کا نظریہ کیا ہے؟ اور اس نظریے پر مسلسل ترقی کیسے ہوگی؟ رمضان المبارک کا مہینہ دراصل نظریے کی درستگی اور اس میں ترقی کے طریقے کی رہنمائی دیتا ہے۔ قرآن نے یہ بات واضح کردی کہ انسانیت دوستی کے نظریے کی اساس پر سماجی ترقی ہوگی۔ اس مہینے میں انسانیت کی ترقی کا نظریہ انسانی دل و دماغ میں پیوست ہوتا ہے۔ انسانیت کی کامیابی اور اس کی ترقی کا نظریہ، انسانی روح کے اندر ایک خاص قسم کی تاثیر پیدا کرتا ہے۔

آپ دیکھیے! انسانیت کی ترقی کا نظریہ اس خاص مہینے میں کیسے اثرانداز ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کی اُن تمام آیات کو جمع کرلیجیے، جو رمضان کے سلسلے میں نازل ہوئی ہیں۔ اس حوالے سے نبی اکرمؐ کی تمام احادیث کو جمع کرلیجیے، اُن تمام کا تعلق سماجی تشکیل کے ایک واضح نظریے سے ہے۔ خطبے میں تلاوت کی گئی آیت میں کہا گیا کہ: ''رمضان ایک ایسا مہینہ ہے، جس میں کتاب نازل کی گئی ہے۔ جو ''ھدی لّلنّاس'' یعنی کل انسانیت کی ہدایت کے لیے ہے۔'' بلاتفریق رنگ، نسل، مذہب، کل انسانیت کی ہدایت اس کتابِ مقدس کا مقصد ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ایک جماعت ''جماعتِ صحابہؓ'' تیار کی گئی اور اس جماعت کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ''اخرجت للنّاس'' کہ کل انسانیت کو ظلم وستم اور کفر کے ماحول سے نجات دلائی جائے۔ گویا پوری انسانیت کے نفع کے لیے کام کرنا ہے۔ تو یہ بنیادی نظریہ قرآن حکیم کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، انسانیت کے فائدے کے لیے مبعوث ہوئے ہیں ''بُعثتُ إلی النّاس کافّةً'' اور کتابِ مقدس ''ھدی لّلنّاس'' ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسانی سوسائٹی کی ترقی کے لیے جو نظریہ پیش نظر رہنا چاہیے، وہ کل انسانیت کے مفاد کا ہے۔ اب روزے کا مقصد انسانی روح کے اندر یہ نظریہ پیوست کرنا ہے۔ رمضان المبارک کے یہ اثرات انسانی روح پر مرتب ہونے چاہئیں کہ اس میں کل انسانیت کی فلاح و بہبود کا نظریہ اجاگر ہو۔

دوسرے اس مہینے میں اس نظریے کو عمل میں لانے کی ایسی تحریک پیدا ہونی چاہیے۔ جس کے ذریعے سے ایک مسلمان جرأت اور ہمت کے ساتھ انسانی مسائل حل کرے۔ رمضان کا مہینہ نبی اکرمؐ کی تربیت یافتہ جماعت کو انسانیت کی خدمت کرنے کے لیے میدانِ عمل میں اُتارتا ہے۔ ہمارے سامنے رمضان المبارک کے وہ اہم ترین ایام ہیں، جن میں ظلم کے خاتمے کے لیے غزوۂ بدر ہوا۔ یہ پہلا رمضان المبارک ہے، جو مسلمانوں پر فرض ہوا۔ سب سے پہلی مسلمان جماعت ''صحابہ کرامؓ'' کی ہے، جو اس مہینے کے اندر جرأت، ہمت اور فکروعمل کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے۔ چناں چہ روزے کی حالت میں حضورؐ کے جاں نثار 313 صحابہؓ اپنے فکروعمل اور جدوجہد وکوشش سے ایک لازوال کردار ادا کرتے ہیں۔ گویا رمضان کا مہینہ جمود کے بجائے عمل کی تحریک پیدا کرتا ہے۔ ایک جگہ پر ٹھہراؤ نہیں، بلکہ جرأت اور تحریک کا عمل ہے۔ جدوجہد و کوشش اور ایک انقلابی کردار اِس رمضان المبارک کے مہینے کی سب سے بڑی تاثیر ہے۔ گویا نظریے اور فکر کے اعتبار سے انسانی ذہنوں میں انسانیت دوست نظریے کو جاگزیں کرنا اور عملی جدوجہد کے حوالے سے انسانیت کے فائدے کے لیے عملی تحریک کا پیدا ہونا، رمضان المبارک کے مہینے کے اثرات ونتائج ہیں، جو ہمیں صحابہ کرامؓ کی زندگی سے معلوم ہوتے ہیں۔

یہی رمضان کا مہینہ ہے، جس میں سب سے پہلے قرآن نازل ہوتا ہے۔ تو نبی اکرمؐ کے اندر ظلم وکفر کے خلاف ایک تحریک پیدا ہوتی ہے۔ آپ اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور سوسائٹی کے جو ظالم لوگ ہیں، انھیں آپ ڈراتے ہیں۔ آپ کو واضح طور پر حکم دیا کہ: **أنذر عشیرتک الأقربین.** '' ''آپ ان لوگوں کو ڈرائیے، جو آپ کے قریبی رشتے دار ہیں۔'' بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ حکمران طبقات میں سے ہیں۔ جو انسانیت پر مظالم ڈھا رہے ہیں۔ ان کے مقابلے پر آپؐ نے مزاحمتی نظریے کو فروغ دیا۔ رمضان المبارک میں آپؐ پر قرآن نازل ہوتا ہے۔ آپؐ صفا پہاڑ پر کھڑے ہوکر لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ آؤ! میری بات سنو! میرا پیغام سنو! تمہاری کامیابی اسی میں ہے، جو میں تمھیں بتاتا ہوں۔ آپ دیکھیے رمضان المبارک کی پکار جمود اور ٹھہراؤ کی کیفیت پیدا نہیں کرتی، بلکہ یہ تحریک اور عمل کی پکار ہے۔ یہی رمضان کا مہینہ ہے، جس میں مکہ فتح ہوا۔ جس کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے حجاز میں غلبے کا ایک

قومی نظام قائم کیا۔

رمضان المبارک میں نبی اکرمؐ کی زندگی میں یہ تین اہم ترین مواقع پیش آئے: (1) قرآن حکیم کا نزول۔ (2) غزوۂ بدر۔ (3) فتح مکہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے یہ تینوں اہم مواقع اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ رمضان المبارک کا یہ مہینہ اپنے ماننے والوں کے دلوں میں کیا مقاصد پیدا کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ: اللہ کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ انسان صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہے اور محض خواہشات کو کنٹرول کرے۔ کسی سادھو کی طرح صرف بھوکا پیاس رہنا ہی عبادت قرار نہیں دیا گیا، بلکہ اس بھوکے پیاسے رہنے کا ایک مقصد ہے۔ اُس کی ایک تاثیر دل و دماغ پر منتقل ہونی چاہیے۔ اس کی دل کی حالت بدلنی چاہیے۔ اس کا نظریہ بدلنا چاہیے؛ اس کا عملی کردار بدلنا چاہیے، اس کی جدوجہد کا ایک صحیح رُخ ہونا چاہیے۔ یہ تبدیلیوں کا مہینہ ہے۔ اگر تبدیلی کے اس نظریے کو قبول نہ کیا جائے اور اس کے مطابق پوری کوشش نہ کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے اثرات ونتائج ہم نے قبول نہیں کیے۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایسے ماحول میں، جہاں آج ہمارا کوئی نظریہ نہیں، کسی سے پوچھو آپ سوسائٹی کی تشکیل کے لیے کسی قسم کا کوئی نظریہ رکھتے ہیں؟ تو جواب ندارد۔ ہر آدمی اپنے گروہی، طبقاتی یا جماعتی سوچ کے دائرے کے اندر محدود ہے۔

اسی طرح ہمارا عمل جمود اور تنگ نظری کا شکار ہے؛ اس میں محدودیت، رسمیت اور فرقہ واریت ہے۔ ہمارے عمل میں نہ تحریک ہے، نہ جدوجہد کا جذبہ ہے۔ اور نہ ہی جرأتِ عمل ہے۔ نہ بزدلی کا خاتمہ ہے اور نہ آگے بڑھ کر جدوجہد کرنے کی کوئی حکمتِ عملی ہے۔ اب ایسے ماحول میں کہ جہاں نظریہ مفقود ہو، عمل کی حالت محدود ہو، رسمیت کا شکار ہو، اگر رمضان کا مہینہ آئے اور آ کر رسمی طور پر گزر جائے، اور ہم کہیں کہ ہم نے رمضان گزار لیا ہے۔ تو یہ بات درست نہیں ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے کو گزارنے کے جو آداب ہمیشہ سے انبیائے کرامؑ، صحابہ عظامؓ، تابعین، اولیاء اللہ، علمائے ربانیین کے نزدیک رہے ہیں، اور انھوں نے جس تناظر میں رمضان کا مہینہ گزارا ہے، آج مسلمان معاشروں میں اسے پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

عام طور پر ہم دین کا جو مطالعہ کرتے ہیں، وہ اپنی خودساختہ عقل سے ایک محدود دائرے میں سوچتے ہوئے کرتے ہیں۔ اور ایک محدود عمل کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ حال آں کہ اصول یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں ہم کسی بھی نظریے کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس نظریے کے جو تربیت یافتہ لوگ ہیں، اس عمل پر جو مہارت رکھنے والے لوگ ہیں، جنھوں نے اپنی زندگیاں اس کام پر خرچ کر دیں، ان کے فکر و عمل کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ آج اگر ہم رمضان کا مہینہ گزارنا چاہتے ہیں تو اپنی سوچ سے نہیں! بلکہ نبی اکرمؐ کی سوچ سے۔ آج رمضان کا مہینہ گزارنے کے لیے صحابہ کرامؓ کی سیرت معیار ہے۔ نہ کہ اپنی خواہشات اور تمناؤں کو معیار ٹھہرائیں۔ اگر ہم نے یہ رمضان کا مہینہ گزارنا ہے تو ہمیں خواجہ معین الدین ہجویریؒ، بابا فریدؒ گنج شکر، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت مجدد الفؒ ثانی، حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور دیگر اولیاء اللہ کی تعلیمات کو اپنے پیش نظر رکھنا ہے۔ انھوں نے یہ مہینہ کیسے گزارا؟ رمضان کا مہینہ گزرنا ہے تو ہمارے سامنے امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، امام ابوداؤدؒ، امام اعظم امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ، اور دیگر جو آئمہ گزرے ہیں، ان کی سوچ کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہیے کہ انھوں نے یہ مہینہ کیسے گزارا؟ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ گزشتہ ہزاروں سال کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جتنے بھی اولوالعزم انبیاؑ، صحابہؓ، اولیاؒ، علمائے ربانیینؒ گزرے ہیں، انھوں نے اس رمضان کے مہینے میں اپنے فکر و عمل میں ایک تحریک پیدا کی۔ انسانی نفس کی خرابیوں کو ختم کرنے اور عقل و شعور بڑھانے کے لیے انھوں نے جدوجہد اور کوشش کی۔

> **رمضان کا مہینہ جمود کے بجائے عمل کی تحریک پیدا کرتا ہے۔ ایک جگہ پر ٹھہراؤ نہیں، بلکہ جرأت اور تحریک کا عمل ہے۔ جدوجہد و کوشش اور ایک انقلابی کردار اِس رمضان المبارک کے مہینے کی سب سے بڑی تاثیر ہے۔**

یہی رمضان کا مہینہ ہے، جو صحابہؓ کے نظریے کو بلند کر دیتا ہے۔ کہ وہ کل انسانیت کی فلاح کے لیے کردار ادا کرتے ہیں۔ صحابہ کے اندر ایسی جرأت عمل پیدا کرتا ہے کہ اسی رمضان کے مہینے میں وہ دشمن جماعت کے ساتھ اپنے سے تین گنا بڑی طاقت کے مقابلے پر بدر کے میدان کے اندر آتے ہیں اور دشمن جماعت کو راستے سے ہٹا دیتے ہیں۔ جو انسان دشمنی کا کردار ادا کرتی ہے۔ گویا کہ رمضان کا مہینہ مسلمان جماعت میں جوش و جذبہ، تحریک، جدوجہد اور کوشش پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنے دور کے ظالمانہ ماحول اور سسٹم کا خاتمہ کرے۔ مرعوبیت کا شکار نہ ہو۔ آج ہماری حالت یہ ہے کہ ہماری عبادتیں، ہمارے اعمال، ہمارے تمام کام رسمی رہ گئے ہیں۔ صرف زبانی کلامی طور پر ہیں۔ اس کے جو اثرات دل و دماغ پر مرتب ہونے چاہئیں، زندگی کے اندر جو تبدیلی آنی چاہیے، نظریے کی جو درستگی ہونی چاہیے، عمل کے اندر جو کردار پیدا ہونا چاہیے، جرأت پیدا ہونی چاہیے، عقل کے اندر جو شعوری بالیدگی پیدا ہونی چاہیے، آج ہم اُس سے محروم ہیں۔ یہ بہت بڑی کوتاہی کی بات ہے۔

آج ہماری ضرورت ہے کہ ہم گروہیت، طبقاتیت اور نسلی بنیادوں پر قائم سوچ اور فکر سے انحراف اور ان سے علاحدگی اختیار کریں، اور قرآن کریم کے نظریۂ انسانیت کو پیش نظر رکھیں۔ نظریۂ انسانیت کا مطلب یہ ہے کہ انسانی بنیادوں پر سماجی مسائل کو سمجھا جائے اور انھیں انسانی بنیادوں پر حل کیا جائے۔ کسی قسم کا نسلی امتیاز، اور عقیدے کا اختلاف، کوئی لسانی جھگڑا اَور کوئی طبقاتی پہلو ہمارے پیش نظر نہ ہو۔ خالصتاً انسانی بنیادوں پر انسانی مسائل اور ضروریات کو انسانی بنیادوں پر پورا کرنے کا سسٹم بنانا چاہیے۔ عارضی اقدامات کافی نہیں۔ محض روپوں کو تقسیم کر دینا، یا welfare کے نام پر کچھ اشیا تقسیم کر دینا، یا تنوروں پر روٹیاں بانٹ دینا کافی نہیں، بلکہ انسانی مسائل حل کرنے کے لیے ایک سسٹم اور نظام تشکیل دینا ضروری ہے۔ انسانی بنیادوں پر ایک ایسا طریقۂ کار طے کرنا ضروری ہے۔ تاکہ ہر انسان اس سسٹم کے اندر رہ کر اپنے حقوق کا تحفظ کر سکے۔ انسانی بنیادوں پر نظام بنانے کی صلاحیت و استعداد پیدا کرنا، نظریۂ انسانیت کی بنیادی بات ہے۔ ورنہ نظریۂ انسانیت کے نام پر جو لیکچر مرضی دے لو، وعظ جتنے مرضی کہہ لو، اگر عملی طور پر کوئی سسٹم موجود نہیں ہے، تو ''بابا سب کہانیاں ہیں''

آج ہمیں یہ عزم کرنا ہے کہ رمضان کا یہ مہینہ ہمیں تمام عصبیتوں اور طبقاتی دائروں سے نکال کر انسانیت کے مسائل حل کرنے کی استعداد پیدا کرے۔ دوسرا یہ عزم کرنا ہے کہ اس نظریے کو عمل میں لانے کے لیے دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی سامراجی طاقت ہمارے راستے کی رُکاوٹ بن رہی ہو تو اس کی مزاحمت کی طاقت و قوت حاصل ہو۔ خاص طور پر اس دور میں، جب کہ سرمایہ دارانہ نظام، ظلم و ستم اور انسانیت دشمنی میں پوری انسانی تاریخ کو مات دے چکا ہے۔ آج سرمائے کا جبر انسانیت کو غلام اور یرغمال بنائے ہوئے ہے۔ اسی کے نتیجے میں انسانی مسائل حل نہیں ہوتے۔ یہ طبقاتی نظام نسلی شناخت کے مسائل، فرقہ وارانہ جھگڑوں کو کھڑا کر کے معاشروں

rahimia.org

میں بگاڑ پیدا کرتا ہے۔ انسانی سوسائٹی میں تقسیم در تقسیم کا عمل پیدا کرتا ہے۔ نظریۂ انسانیت کو قبول کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ ایسے انسانیت دشمن نظام کی مزاحمت کی جائے۔ اور اسے اپنے معاشرے سے جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ اور اس کے مقابلے میں جس جرأت و ہمت، نظم وضبط اور عقل وشعور کی ضرورت ہے، اُسے اپنے اندر پیدا کیا جائے۔

یاد رکھیے کہ رمضان کا یہ مہینہ ہمارے اندر ایک اثر پیدا کرنے کے لیے ہے۔ نتیجہ پیدا کرنے کے لیے ہے۔ اس نتیجے کو پیدا کرنا آج کے دور کے پکار ہے۔ رمضان کے اس مہینے میں اللہ کی طرف سے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ شیطانی طاقتوں کو روک دیا جاتا ہے۔ اس وقت اللہ کی طرف سے انوارات نازل ہو رہے ہیں۔ تجلیات نازل ہو رہی ہیں۔ رمضان کے مہینے کی برکت ہے۔ قرآن حکیم کی تلاوت کے اثرات ونتائج ہیں۔ ایسے انوارات کے ماحول میں، ایسے تاثیرات کے ماحول میں، جہاں تبدیلی کے مواقع ہیں۔ ماحول کی اس تبدیلی سے فائدہ نہ اٹھانا، اس نظریے کو قبول نہ کرنا، بہت بڑی محرومی ہے۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ: جس نے رمضان کے مہینے میں اپنے گناہ معاف نہیں کروائے، اپنے اندر تبدیلیاں پیدا نہیں کیں، اپنے لیے جدوجہد اور کوشش کا میدان اس نے متعین نہیں کیا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بہت ہی زیادہ محروم ہے۔ اس نے جہنم کی آگ میں اپنے آپ کو ڈالنے کا فیصلہ کرلیا۔ گویا کہ وہ دنیا اور آخرت کی جہنم سے نکلنا ہی نہیں چاہتا۔ دنیا کا جہنم ہو یا آخرت کا جہنم ہو، مسلمان جماعت اس سے برأت کا اعلان کرتی ہے۔ کیا سیلاب کی یہ تباہ کاریاں دنیا کی جہنم نہیں ہیں۔ کیا یہ دنیا کی جہنم نہیں ہے کہ ہمارے معاشی اور سیاسی حقوق مفقود ہیں۔ اور ہم یہاں غلام بن کر دوسروں کے لیے کردار ادا کر رہے ہیں۔ کیا یہ سب دنیا کا جہنم نہیں ہے۔ یہ مختلف پہلوؤں سے تباہی اور بربادی، سیاسی غلامی، معاشی واقتصادی بھوک وافلاس، اور نظریے کی فرسودگی اور کوتاہی دنیا کا جہنم ہے۔

مسلمان دنیا کی جہنم سے نجات حاصل کرتا ہے اور اپنی دنیا کو جنت بناتا ہے۔ اس کو ترقی دیتا ہے۔ بلاتفریق رنگ، نسل، مذہب پورے انسانیت کے لیے معاشی خوش حالی پیدا کرتا ہے۔ امن مہیا کرتا ہے۔ وہ اپنی پوری سوسائٹی کی ترقی کے لیے کردار ادا کرتا ہے۔ بہترین عمرانی معاہدہ تشکیل دیتا ہے۔ عمدہ سماجی نظام بناتا ہے۔ جس میں انسانی مسائل حل کیے جاتے ہیں۔ یہ دنیا کی جنت ہے۔ دنیا کو جنت بنانا اور دنیا کی جہنم سے نکلنا، ایسے ہی آخرت کی جہنم سے نکلنا اور آخرت کی جنت کے حصول کی جدوجہد اور کوشش کرنا، رمضان المبارک کے اثرات ونتائج میں سے ہونا چاہیے۔

رمضان کا یہ مہینہ اگر اس نظریے، اس سوچ اور صحابہؓ کے اس پُرعزم کردار کو سامنے رکھ کر اور اولیاء اللہ کے کردار کو سامنے رکھ کر ہم گزاریں گے تو یقیناً ہمارے اندر سوچ کی تبدیلی، عقل وشعور کی بلندی، قلب کے اندر جرأت اور جرأت و ہمت پیدا ہوگی اور نفس کی خواہشات کنٹرول ہوں گی۔ اور اگر رسمی طور پر ہم نے رمضان گزارا تو دنیا کی محرومی بھی ہے اور آخرت کی محرومی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس محرومی سے بچائے۔ پوری ہمت اور جرأت کے ساتھ اس بات کا عزم اور ارادہ کر کے یہ رمضان گزاریں کہ ہم ان اولیاء اللہ اور ان علمائے ربانیین کے نظریے، فکر، سوچ اور تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے۔ اے اللہ! ہمارے اندر بہتر تبدیلی پیدا کر۔ اور اس تبدیلی کے نتیجے میں ہم میں وہ جرأت اور ہمت پیدا کر کہ ہم اپنے ماحول کو بدل کر اس ذلت آمیز زندگی سے نجات حاصل کریں؛ بدامنی اور بھوک اور افلاس کا خاتمہ کریں۔ اپنی سوسائٹی کے مسائل حل کرنے اور بہترین نظام بنانے کی صلاحیت واستعداد کے حامل بن جائیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خوشخبری

راولپنڈی کیمپس کا افتتاح

سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے متوسلین اور ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کے متعلقین کے لیے بڑی خوش خبری ہے کہ ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کے ''راولپنڈی کیمپس'' کا قیام عمل میں آگیا ہے۔ مؤرخہ 06 ر جولائی 2011ء کو ادارہ رحیمیہ کے سرپرستِ اعلیٰ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ نے افتتاح فرمایا۔ اس تقریب میں ناظمِ اعلیٰ ادارہ رحیمیہ مولانا جناب مفتی عبدالخالق آزاد مدظلہ اور دیگر اراکین مجلس شوریٰ ومجازین حضرت اقدس رائے پوری حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی اور حضرت مولانا قاری تاج افسر نے بھی شرکت کی۔ دیگر شرکا میں جناب سید مطلوب علی زیدی، پروفیسر عامر حفیظ، انجینئر عامر افتخار، مرزا جاوید حمید، سید شہزاد احمد شاہ، مولانا عبدالجبار اور مولانا عبدالرحمٰن وغیرہ حضرات اور سلسلۂ رائے پور سے وابستہ چنیدہ احباب شامل تھے۔

حضرت اقدس رائے پوری تقریباً 06 بجے شام کیمپس کی عمارت میں تشریف لائے۔ اس موقع پر راولپنڈی کیمپس کے ناظم جناب مرزا محمد رمضان اور ان کے معاونین جناب شیخ افتخار احمد اور شعیب ملک نے حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ اور دیگر حضرات کا استقبال کیا۔ اور حضرت اقدس کی خدمت میں گلدستہ پیش کیا۔ سب سے پہلے اس عمارت میں نمازِ عصر ادا کی گئی۔ نماز کے بعد افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا۔ ابتدائی کلمات جناب پروفیسر عامر حفیظ نے ادا فرمائے۔ ان کے بعد حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی نے خطاب فرماتے ہوئے اداروں کے قیام کے مقاصد واہداف پر روشنی ڈالی اور یہ واضح کیا کہ صحیح نظریے پر اداروں کا قیام، دین اسلام کے فروغ کا ذریعہ بنتا ہے۔ رسمی کام کے بجائے غلبۂ دین کے نظریے پر اداروں کی تشکیل، قوموں میں تبدیلی کا باعث ہوتی ہے۔ ان کے بعد ناظم اعلیٰ ادارہ جناب مفتی عبدالخالق آزاد نے خطاب فرمایا۔ جس میں انھوں نے ادارہ رحیمیہ کے اغراض ومقاصد واضح کیے۔ اور علومِ قرآنیہ پر مشتمل دس بنیادی علوم کی تعلیم وتربیت کی اہمیت واضح کی۔ اور درست نظریے پر مکمل دینی شعور اور تربیت وتزکیے کی اہمیت پر زور دیا۔ آخر میں حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ نے چند نصائح اور ہدایات بیان فرمائیں۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ نظریے کا علم اگرچہ تھوڑے عرصے میں حاصل ہو جاتا ہے، لیکن اس پر استقامت اور تربیت کا عمل سالوں پر محیط ہوتا ہے۔ محض علم کافی نہیں، بلکہ تعلق مع اللہ کے ساتھ پوری استقامت اور شعوری تربیت بھی ضروری ہوتی ہے۔ الحمدللہ! ادارہ رحیمیہ کے مراکز کے قیام کا یہ سلسلہ اس حوالے سے ضرور نتیجہ خیز ہوگا۔ آپ کی دعا سے یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ نمازِ مغرب اور مجلس ذکر بھی اسی جگہ ہوئی۔ جس میں تمام احباب نے شرکت کی۔ اور حضرت اقدس نے دعا فرمائی۔

دیگر تمام ریجنل کیمپسز کی طرح ''راولپنڈی کیمپس'' میں بھی رمضان المبارک کے معمولاتِ مشائخ رائے پور جاری رہیں گے۔ نمازِ عصر کے بعد ذکر اللہ کی مجلس، عشا میں نمازِ تراویح کا اہتمام ہوگا اور پڑھے ہوئے پارے کا تفسیری خلاصہ بیان کیا جائے گا۔ اس علاقے کے احباب اس میں بھرپور شرکت کریں گے۔ یہ تمام معمولات حضرت اقدس رائے پوری مدظلہ کے مجاز حضرت مولانا ڈاکٹر تاج افسر صاحب کی زیرِنگرانی ہوں گے۔ جب کہ ان کی معاونت حضرت مولانا عبدالجبار صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فرمائیں گے۔

روحانی تربیتی اجتماع

رمضان المبارک 1432ھ/ اگست 2011ء

رحمتوں اور برکتوں والا ماہ رمضان المبارک شروع ہونے کو ہے۔ ہمیشہ سے اکابر اولیاء اللہ اور علمائے ربانیین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اس ماہ مبارک میں پوری یکسوئی اور توجہ الی اللہ کے لیے کسی ایک ہی جگہ قیام فرما ہوتے ہیں۔ یہ حضراتِ مشائخ رمضان المبارک کے قیمتی اوقات میں تربیت، ذکر و فکر، تزکیۂ عمل اور تصفیۂ باطن کے حوالہ سے نہایت اہتمام کرتے ہیں اور اس کو صفائے باطن کے لیے اکسیر سمجھتے ہیں۔ اس حوالے سے مشائخ رائے پور اور ان سے تعلق رکھنے والے احباب کا بھی گزشتہ تقریباً ایک صدی سے معمول چلا آ رہا ہے کہ وہ اس ماہِ مبارک میں انابت الی اللہ اور سالکین و طالبین کی تربیت کے لیے کسی ایک جگہ قیام فرما ہوتے ہیں۔ اس کے مطابق اس سال موجودہ مسند نشین خانقاہِ رائے پور حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری مدفیوضہم پورا ماہِ رمضان المبارک 1432ھ (اگست 2011ء) ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور میں قیام فرما ہوں گے۔ تمام احباب سے گزارش ہے کہ اپنی اخلاقی اور روحانی ترقی کی فکر کریں۔ اور اس ماہِ مبارک میں اپنی دیگر مصروفیات ملتوی فرما کر شیخِ رائے پور حضرت اقدس مدظلہ العالی کی معیت میں کچھ وقت لگائیں۔ معمولات درجِ ذیل ہوں گے:

نوافل، ذکر و اذکار و تلاوتِ قرآن حکیم

علی الصبح تقریباً 3 بجے تمام احباب بیدار ہو جاتے ہیں۔ نمازِ تہجد ادا کرتے ہیں اور ذکر وغیرہ دیگر معمولات پورے کرتے ہیں۔ اس کے بعد سحری کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جو حضرات کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں، وہ نوافل یا تلاوتِ قرآن حکیم میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس دوران حفاظِ کرام حضرت اقدس مدظلہ العالی اور علمائے کرام کو نوافل میں قرآن حکیم سناتے ہیں۔

تربیت اور تزکیے کے حوالے سے احادیثِ نبویہ کا درس

نمازِ فجر کے بعد حدیث نبوی ﷺ کا درس ہوتا ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کی انسانیت نواز تعلیمات اور آپ ﷺ کی سیرت و کردار کے بہت سے پہلوؤں کو واضح کیا جاتا ہے۔

تربیت اور تزکیے کے حوالے سے قرآنی موضوعات پر لیکچرز

تقریباً صبح 9 بجے تمام احباب بیدار ہو جاتے ہیں۔ نمازِ چاشت کے بعد تربیت اور تزکیے کے حوالے سے قرآنی موضوعات پر لیکچرز ہوتے ہیں۔ جن میں قرآن حکیم کے علوم و معارف کا بیان ہوتا ہے۔ ان لیکچرز کے دوران ممتاز صوفیائے کرام اور محققین علمائے ربانیین کے بیان فرمودہ تفسیری نکات و اشارات کی روشنی میں تربیت اور تزکیہ اور دینی اُمور سے متعلق شعور و آگہی اور اس کا فکر پیدا کیا جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ علما کے لیے "حجۃ اللہ البالغہ" کے درس کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

دینی اور فقہی مسائل کا بیان

نمازِ ظہر کے بعد دین کے ضروری احکام و مسائل اور ان کے آداب و فضائل بیان کیے جاتے ہیں۔ اور دینی حوالے سے عملی تربیت پر زور دیا جاتا ہے۔ نیز پوچھے گئے دینی مسائل کے جوابات دیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد احباب اپنے معمولات اور تلاوتِ قرآن میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

دینی موضوعات پر لیکچرز کا اہتمام

اس کے بعد کسی اہم دینی موضوع پر لیکچر ہوتا ہے۔ اور حالاتِ حاضرہ کے حوالے سے نوجوانوں کو دینی ذمہ داریوں اور عملی جدوجہد کے شعوری تقاضوں سے آگاہی دی جاتی ہے۔

ذکر اللہ کی مجلس اور فلاحِ دارین کی دعا

نمازِ عصر کے بعد حضرت اقدس رائے پوری مدظلہ العالی کی معیت میں مجلس ذکر ہوتی ہے۔ ذکر کے بعد حضرت اقدس مدظلہ العالی تمام احباب و متعلقین کے لے خصوصی دعا فرماتے ہیں۔ نمازِ مغرب کے بعد احباب سنن و نوافل ادا کرتے ہیں۔ پھر کھانا ہوتا ہے، اسی دوران حفاظِ کرام اوّابین میں حضرت اقدس مدظلہ العالی کو قرآن حکیم سناتے ہیں۔

تراویح میں پڑھے ہوئے پارۂ قرآن کا تفسیری خلاصہ

نمازِ عشا اور نمازِ تراویح کے بعد پڑھے ہوئے پارے کے مضامین کا تفسیری خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔ جس میں قرآن حکیم کی سورتوں کے موضوعات اور مضامین کے بنیادی نکات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ ان نکات کے ذریعے انسانی معاشرے کی سیاسی، معاشی، عمرانی اور نظریاتی حوالے سے درست تشکیل کے بنیادی اساسی اصولوں کی وضاحت ہوتی ہے۔

اس کے بعد تصوف کی کتاب "اِمداد السلوک" سے مشائخ عظام کے ملفوظات اور اہم ارشادات پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔

ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کے ریجنل کیمپسز میں معمولاتِ ماہِ رمضان

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) کے تمام ریجنل کیمپسز کراچی، سکھر، ملتان اور راولپنڈی میں ماہِ رمضان المبارک میں درجِ ذیل معمولات ہوں گے۔ جو احباب ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور میں حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ کی معیت میں رمضان المبارک نہ گزار سکیں، وہ حضرت رائے پوری مدظلہٗ العالی کی نگرانی میں قائم ان ریجنل کیمپسز میں ماہِ رمضان المبارک کے درجِ ذیل معمولات میں شرکت فرمائیں:

1۔ ذکر اللہ کی مجلس: تمام ریجنل کیمپسز میں روزانہ بعد نمازِ عصر مشائخ رائے پور کے معمولات کے مطابق مجلس ذکر کا انعقاد ہوگا۔ جس میں ان شہروں اور متعلقہ علاقوں میں موجود سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے تمام احباب بھرپور شرکت کریں۔

2۔ نمازِ تراویح اور تفسیری خلاصہ: تمام ریجنل کیمپسز میں نمازِ تراویح کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ جس میں بہترین حفاظ نمازِ تراویح میں قرآن پاک سنائیں گے۔ اور تراویح کے بعد پڑھے ہوئے پارے کا تفسیری خلاصہ بیان کیا جائے گا۔ نیز مشائخ علمائے ربانیین کے ملفوظات و ارشادات پڑھ کر سنائے جائیں گے۔ معمولات کی نگرانی درجِ ذیل حضرات کریں گے:

1۔ ملتان کیمپس: حضرت مولانا مفتی سعید الرحمٰن صاحب مجاز حضرت اقدس رائے پوری مدظلہ

2۔ سکھر کیمپس: حضرت مولانا محمد عبداللہ عابد سندھی، محترم ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی صاحبان

3۔ کراچی کیمپس: مولانا زوہیب حسن، مولانا مفتی اللہ بخش، مولانا عطاء الرحمٰن شیرازی صاحبان

4۔ راولپنڈی کیمپس: حضرت مولانا تاج افسر صاحب مجاز حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ، مولانا عبدالرحمٰن صاحب، مولانا عبدالجبار صاحب۔

رمضان المبارک اور عید الفطر کے مسائل معلوم کرنے کے لیے پمفلٹ ادارہ رحیمیہ کی جانب سے طبع ہو گیا ہے۔

نقشہ اوقات سحر و افطار رمضان المبارک 1432ھ / اگست 2011ء

تاریخ ہجری		ایام			اسلام آباد				پشاور		کوئٹہ		کراچی		سکھر	
رمضان المبارک	اگست		سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار	سحر	افطار
یکم	2	منگل	3:47	7:00	3:45	7:08	4:02	7:07	3:49	7:14	4:21	7:26	4:36	7:17	4:21	7:13
2	3	بدھ	3:48	6:59	3:46	7:07	4:03	7:06	3:50	7:13	4:22	7:25	4:37	7:16	4:22	7:12
3	4	جمعرات	3:49	6:59	3:47	7:06	4:04	7:06	3:51	7:12	4:22	7:24	4:37	7:15	4:23	7:12
4	5	جمعہ	3:50	6:58	3:48	7:05	4:05	7:05	3:52	7:11	4:23	7:23	4:38	7:14	4:24	7:11
5	6	ہفتہ	3:51	6:57	3:49	7:04	4:06	7:04	3:53	7:10	4:24	7:23	4:38	7:14	4:24	7:10
6	7	اتوار	3:52	6:56	3:50	7:03	4:07	7:03	3:54	7:09	4:25	7:22	4:39	7:13	4:25	7:09
7	8	سوموار	3:53	6:55	3:51	7:02	4:08	7:02	3:55	7:08	4:26	7:21	4:40	7:13	4:26	7:09
8	9	منگل	3:54	6:54	3:52	7:01	4:09	7:01	3:57	7:07	4:27	7:20	4:41	7:12	4:27	7:08
9	10	بدھ	3:55	6:53	3:53	7:00	4:09	7:01	3:58	7:06	4:28	7:19	4:41	7:11	4:27	7:07
10	11	جمعرات	3:55	6:52	3:54	6:59	4:10	7:00	3:59	7:05	4:29	7:18	4:42	7:10	4:28	7:06
11	12	جمعہ	3:56	6:51	3:55	6:58	4:11	6:59	4:00	7:04	4:29	7:17	4:42	7:10	4:29	7:06
12	13	ہفتہ	3:57	6:50	3:56	6:57	4:12	6:58	4:01	7:03	4:30	7:16	4:43	7:09	4:30	7:05
13	14	اتوار	3:58	6:49	3:57	6:56	4:13	6:57	4:02	7:02	4:31	7:15	4:43	7:08	4:30	7:04
14	15	سوموار	3:59	6:48	3:58	6:55	4:14	6:56	4:03	7:01	4:32	7:14	4:44	7:07	4:31	7:03
15	16	منگل	4:00	6:47	3:59	6:54	4:14	6:55	4:04	7:00	4:33	7:13	4:45	7:06	4:31	7:02
16	17	بدھ	4:01	6:46	4:00	6:53	4:15	6:54	4:05	6:59	4:34	7:12	4:46	7:05	4:32	7:01
17	18	جمعرات	4:02	6:45	4:01	6:52	4:16	6:53	4:06	6:58	4:34	7:11	4:46	7:05	4:33	7:00
18	19	جمعہ	4:03	6:44	4:02	6:51	4:17	6:52	4:07	6:56	4:35	7:10	4:47	7:04	4:34	6:59
19	20	ہفتہ	4:03	6:43	4:03	6:50	4:18	6:51	4:08	6:55	4:36	7:09	4:47	7:03	4:34	6:58
20	21	اتوار	4:04	6:42	4:04	6:48	4:19	6:50	4:09	6:54	4:37	7:08	4:48	7:02	4:35	6:57
21	22	سوموار	4:05	6:41	4:05	6:46	4:19	6:49	4:10	6:53	4:37	7:07	4:48	7:01	4:36	6:56
22	23	منگل	4:06	6:40	4:06	6:45	4:20	6:47	4:11	6:52	4:38	7:06	4:49	7:00	4:37	6:55
23	24	بدھ	4:07	6:39	4:07	6:44	4:21	6:46	4:12	6:51	4:39	7:05	4:49	6:59	4:37	6:54
24	25	جمعرات	4:08	6:37	4:08	6:43	4:22	6:45	4:13	6:49	4:40	7:04	4:50	6:58	4:38	6:53
25	26	جمعہ	4:09	6:36	4:09	6:42	4:22	6:44	4:14	6:48	4:41	7:03	4:50	6:57	4:38	6:52
26	27	ہفتہ	4:09	6:35	4:10	6:41	4:23	6:43	4:15	6:47	4:42	7:01	4:51	6:56	4:39	6:51
27	28	اتوار	4:10	6:34	4:11	6:40	4:24	6:42	4:15	6:46	4:42	7:00	4:51	6:55	4:40	6:50
28	29	سوموار	4:11	6:33	4:12	6:38	4:25	6:41	4:16	6:44	4:43	6:59	4:52	6:54	4:41	6:49
29	30	منگل	4:12	6:31	4:13	6:37	4:25	6:40	4:17	6:43	4:44	6:58	4:52	6:53	4:41	6:48
30	31	بدھ	4:13	6:30	4:14	6:36	4:26	6:38	4:18	6:41	4:45	6:57	4:53	6:52	4:42	6:47

نوٹ: یہ نقشہ علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی زیرِ نگرانی ترتیب دیا گیا ہے۔ اس میں دو منٹ کی احتیاط پیش نظر رہنی چاہیے۔

مدیر اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ، لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "رحیمیہ" رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ، لاہور سے شائع کیا۔